رسول اللہؐ نے کہا: ہاں!

اِس کے بعد اُنہوں نے پوچھا: کیا تم نے اُسکے مانند کسی اور کو دیکھا ہے؟ یا کسی نے اُس کی مانند کسی اور کو بھی بتلایا ہے؟ وہ خدا ہے کہ اُس کا کوئی باپ نہ تھا۔ اُس نے مُردوں کو زندہ کیا۔ اُس نے غیب کی خبریں دیں۔ اُس نے کوڑھیوں کو صحت یاب کیا۔ اور مٹی سے پرندے بنائے۔ اس فضیلت کو دیکھیں اور کیا اب بھی ایسے شخص کو اللہ کا بندہ کہتے ہو؟ (علی بن برھان الحلبی: سیرت الحلبیہ جلد ۳:۴- احمد زینی: انوار المحمد یہ جلد ۲:۲۱۱)

حضور اکرمؐ نے فوراً اس کا جواب نہ دیا۔ لیکن اُسی وقت وحی کا نزول ہوا اور یہ وحی نازل ہوئی:

''بیشک عیسیٰؑ کی حالت اللہ کے نزدیک آدم کی حالت کی مانند ہے اُسے مٹی سے پیدا کیا پھر اسے کہا ہو جا، پس وہ ہوگیا۔'' (۳:۵۹)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ یہ آیت یہ نہیں بیان کرتی کہ حضرت عیسیٰؑ کی تخلیق آدم کی طرح تھی۔ اِس سلسلے میں اب میں تفسیر ابن جریر الطبری (جلد ۳ ص ص۱۰۰-۱۰۱، مصر- روح المعانی جلد:۳ ص۷۵، بیروت، لبنان) سے وفد کے متعلق تفصیل اور اس کی رسول اکرم صلعم سے بحث کے عربی متن کو درج کرتا ہوں جو اِس آیت کے تحت ہوئی:

حَدَّثَنِیُ الْمَثْنٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِسحٰقُ قَالَ حَدَّثَنا اِبْنُ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیهِ عَنِ الرَّبِیْعِ فِی قَولِهِ الم- اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ قَالَ اِنَّ النَّصارٰی اَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَخَاصَمُوْهُ فِی عِیسَی ابْنِ مَریَمَ وَ قَالُوا لَهٗ "مَنْ اَبُوْهُ" وَ قَالُوا عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَالْبُهْتانَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَمْ یَتَّخِذْ صاحِبَةً وَّ لَا وَ لَدًا- فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ "اَلَسْتُمْ تَعلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَا یَكُوْنُ وَ لَدٌ اِلَّا وَ هُوَ یَشْبَهُ اَبَاهُ"- قَالُوا "بَلٰی" قَالَ "اَلَسْتُمْ تَعلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَ اَنَّ عِیسٰی یَاْتِی عَلَیهِ الْفَنَاءُ" قَالُوا "بَلٰی"- قَالَ "اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا قَیِّمٌ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ یَكَاؤُهٗ و یَحْفِظُهٗ وَ یَرْزُقُهٗ" قَالُوا "بَلٰی"- قَالَ فَهَلْ یَمْلِكُ عِیسٰی مِنْ ذٰلِكَ شَیْءً قَالُوا، "لَا" قَالَ، "اَفَاَلَسْتُمْ تَعلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَا یَخْفِی عَلَیهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ

لَا فِی السَّمَاءِ"- قَالُوا، "بَلٰی"- قَالَ فَهَلْ يَعْلَمُ عِيسٰیٰ مِن ذَالِكَ شَيْاءً اِلَّا مَا عُلِّمَ"- قالُوا "لَا" قَالَ فَاِنَّا رَبَّنَا صَوَّرَ عِيسٰی فِی الرَّحْمِ كَيْفَ شَاءَ" قَالَ، "اَلَسْتُمْ تعلمُونَ اَنَّ رَبَّنَا لَا يَاكُلُ الطَّعَامَ وَ لَا يَشْرِبُ الشَّرابَ وَ لَا يَحْدِثُ الْحَدَثَ"- قَالُوا، "بَلٰی" قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنَّ عِيسٰیٰ حَمَلَتْهُ اِمْرَأَةٌ (اُمُّهٗ) كَمَا تَحْمِلُ الْمَرْأَةَ ثُمَّ وَضَعَتْهٗ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ وَلَدَهَا ثُمَّ غُذِیَ كَمَا يُغْذَی الصَّبِیُّ ثُمَّ كَانَ يَطْعَمُ الطَّعَامَ وَ يَشْرِبُ الشَّرابَ وَ يَحْدِثُ الْحَدَثَ"- قَالُوا، "بَلٰی" قَالَ، فَكَيْفَ يَكُونَ هٰذَا كَمَا زَعَمْتُمْ"- قَالَ فَعَرَفُوا ثُمَّ اَبَوا- اِلَّا جَحُودًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ الم، "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّومُ"-

حَدَّثَنَا مُحَمّدُ بِنُ حَمِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمّدُ ابْنِ اِسْحٰق عَنْ مُحَمَّدِن بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُبَيْرِ، "اَلْحَیُّ الَّذِی لَا يَمُوتُ وَ قَدْ مَاتَ عِيسٰی وَ صُلِبَ فِی قَوْلِهِمْ يَعْنِی فِی قَوْلِ الْاَحْبَارِ الَّذِيْنَ حَاجُّوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِن نَصَارٰی اَهْلِ نَجْرَانَ"

پوری عربی عبارت کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے:

''مجھ سے بیان کیا مثنیٰ نے۔ کہا کہ ان سے بیان کیا اسحٰق نے کہ ان سے کہا ابی جعفر نے جس نے سنا اپنے والد سے جس نے سنا الربیع سے کہ اِس الٰہی قول: الله لا اله الا هو الحی القیوم کے متعلق بیان کیا کہ عیسائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں جھگڑا کیا۔

آپؐ نے پوچھا: اُس کا باپ کون ہے؟

تو انہوں نے جواب میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور بہتان باندھا (یعنی کہ اللہ اس کا باپ ہے۔ مترجم)

آپؐ نے کہا: ''اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ اس نے اپنے لئے بیوی رکھی اور نہ اس کے ہاں بیٹا ہوا۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہر بیٹا اپنے باپ سے مشابہہ

ہوتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

آپؐ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے اور نہیں مرے گا جبکہ عیسیٰؑ پر فنا (موت) آئی۔

تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا: ہمارا رب ہر چیز کو قائم کرنے والا، اس کا نگران، حفاظت کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔

انہوں نے کہا: ہاں۔

پھر نبی کریمؐ نے کہا: عیسیٰؑ تو ان میں سے کوئی صفت بھی نہیں رکھتے۔

انہوں نے کہا: نہیں۔

پھر رسول کریمؐ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ عزّ و جل سے زمین اور آسمان میں کوئی چیز مخفی نہیں۔

انہوں نے کہا: ہاں۔

رسول کریمؐ نے فرمایا: کیا عیسیٰؑ کو ان میں سے کوئی علم تھا سوائے اس کے جو (اللہ نے) انہیں سکھایا۔

انہوں نے کہا: نہیں۔

رسول اکرمؐ نے کہا: ہمارے رب نے عیسیٰؑ کو رحم مادر میں شکل و صورت دی جیسا کہ اس نے چاہا۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب نہ کھانا کھاتا ہے نہ کوئی مشروب پیتا ہے اور نہ ہی جسم سے کوئی فضلہ خارج کرتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: ہاں (یعنی کہ ہاں، ہم جانتے ہیں)

آپؐ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰؑ کو ایک عورت (اس کی ماں) نے حمل میں لیا جیسا کہ عورت حاملہ ہوتی ہے۔ پھر اسے جنا جیسا کہ

عورت اپنا بچہ جنتی ہے۔ پھر اُس کو غذا دی جیسا کہ بچے کو غذا دی جاتی ہے۔ پھر وہ کھانا کھاتا رہا اور مشروب پیتا تھا اور فضلہ خارج کرتا تھا۔

انہوں نے کہا: ہاں (یعنی ہاں ہم جانتے ہیں)۔

آپؐ نے کہا: پھر ایسا کس طرح ہو سکتا ہے جیسا کہ تم خیال کرتے ہو (یعنی عیسیٰؑ خدا کیسے ہو سکتا ہے)۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ سمجھ تو گئے مگر انکار کرتے رہے اور جھگڑتے رہے جس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری الله لا اله الا هو الحی القیوم۔

آگے چل کر اسی ضمن میں طبری یہ حدیث لاتے ہیں جس سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ الحی کی صفت حضرت عیسیٰؑ پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کو صلیب دیا گیا اور موت آئی۔

''ہم سے بیان کیا محمد بن حمید نے کہ ان سے بیان کیا سلمہ بن فضل نے جو یہ کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن اسحاق نے روایت کی تھی کہ انہوں نے محمد بن زبیر سے سنا الحی وہ ذات ہے جس کو موت نہیں لیکن عیسیٰؑ کو موت آئی (قد مات) اور وہ صلیب دیا گیا جیسا کہ ان لوگوں نے یہ تسلیم کیا تھا یعنی نجران کے ان عیسائیوں کے ان احبار (علماء) نے رسول اللہؐ سے بحث مباحثہ کیا تھا۔

ربیع بیان کرتا ہے کہ عیسائی وفد کے اراکین اس سوال کا جواب نہ دے سکے۔ اور نہ ہی اتفاق کیا اور اپنے مفروضے پر اصرار کرتے تھے۔ آخر کار پیغمبر خداؐ نے اُن کو وحی کے مطابق دعوت مباہلہ کی جانب بلایا:

''حق تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو جھگڑا کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ پھر اگر کوئی اس کے بعد جو تیرے پاس علم آ چکا، اس کے بارے میں جھگڑا کرے تو کہہ، آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے

لوگوں اور تمہارے لوگوں کو بلائیں۔ پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔" (۶۰:۳)

اِس مسئلے پر غور کرنے کیلئے عیسائی وفد کچھ مہلت چاہتا تھا۔ دوسرے دن عبدالمسیح اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آیا، اُس نے پیغمبر اسلامؐ کو بتایا کہ اُنہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اُنہیں فیصلہ منظور نہیں ہے اور وہ اُن کے خلاف دعا نہیں کریں گے اور نہ اُن کو اپنے خلاف دعا کرنے کی اجازت دیں گے۔ اسکے پیشِ نظر ایک صلح نامہ تحریر پایا۔ دونوں فریقوں کو اپنی مرضی کے مطابق مذہبی عقائد پر عمل کرنے کی اجازت دی گئی۔

قرآن کریم میں آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی مشابہت بیان کی گئی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں پوری گفتگو تفصیل سے درج کر دی ہے کہ رسول اکرمؐ اس کو کس طرح سمجھتے تھے اور اس کی تشریح میں انہوں نے انسان کی زندگی کے دو خصائص کا حوالہ بھی دیا۔ ایک بچے کی مشابہت شکل وصورت میں اُس کے باپ کے ساتھ اور دوسری مشابہت بچہ کا حمل میں لینا اور اس کی پیدائش، یہ دونوں خصائص یکساں نوعیت کی ہیں۔ آدم کے ساتھ یہ مثالیں اور مشابہتیں بے معنی ہوتیں اگر یہاں آدم سے مراد بائبل میں آدم کی تخلیق کے حوالے سے ہوتا کیونکہ وہ تو بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوا اور بائبل کی رو سے تو اس کو ماں نے حمل میں ہی نہیں لیا۔

تاہم یہ آیت مسلمانوں کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت کے رد کا اعلان کرتی ہے لیکن اگر یہاں بائبل کے آدم سے مشابہت مقصود ہوتا تو پھر یہ مشابہت حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت کے رد میں مؤثر نہ ہوسکتی کیونکہ ان کی پیدائش تو باپ کے بغیر ہوئی۔ اس آیت میں ادا کردہ لفظ آدم سے مراد ایک عام آدمی ہے جو مٹی سے پیدا ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہاں آدم سے مراد محض عام انسان لیا ہے۔ ان کے نزدیک عیسائیوں کے خلاف یہ تبھی دلیل ہوسکتی تھی اگر آدم سے مراد عام آدمی تھا۔ (تاریخ ابن ہشام: جلد۲:۲۰۳)

قرآن مجید بائبل کے آدم کی تخلیق کے نظریہ کو قبول نہیں کرتا بلکہ اس بارے میں

وہ خاموش ہے۔

مشہور عالمِ دین امام باقر کی بابت یہ قول مشہور ہے۔ کہ ہزارہا آدم ہمارے اَب وجَد آدم کے ہونے سے قبل گزر چکے تھے۔ اسی طرح ابن عربی اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''فتوحات'' میں لکھتے ہیں کہ ''چالیس ہزار برس قبل ہمارے آدم کے زمانے میں ایک دوسرا آدم بھی تھا''۔ قرآن کریم کا کوئی بیان ایسا نہیں بتاتا کہ خدا نے آدم کو خاک سے تخلیق کیا۔ سوائے مذکورہ بالا آیت ۵۸:۳ میں خاک کے اشارے میں اور یہاں آدم سے مراد انسان محض ہے۔ دوسرے لفظوں میں لفظ تراب خاص طور پر عام انسان کی تخلیق کیلئے آیا ہے۔ علاوہ ازیں لفظ تراب یعنی مٹی یا خاک صرف انسان کی تخلیق

نہ کہ آدم اور گیلی مٹی کے لئے استعمال ہوا ہے (۲۲:۵-۲۳:۳۵،۸۲-۲۷:۶۷-۲۰:۳۰-۱۱:۳۵-۴۰:۶۷-۵۰:۳-۵۶:۴۷-۷۸:۴۰)۔ اسی طرح قرن کریم میں صرف انسان کی تخلیق نہ کہ آدم کی تخلیق کے لئے لفظ طین استعمال ہوا ہے (۶:۲-۱۲:۸-۶۱:۱۸-۲۳:۱۲-۳۳:۷-۳۷:۱۱)۔ اِس کے علاوہ صلصال من حما مسنون (ٹھیکری جیسی سوکھی ہوئی مٹی) بھی تخلیق انسان نہ کہ آدم کے ضمن میں بیان ہوا ہے (۵۵:۱۳-۱۵:۲۶-۳۳)۔

قرآن کریم آدم کو زمین پر خلیفۃ اللہ بتاتا ہے جس کے آگے ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تھا۔ (۲:۳۰-۳۶)۔ سورت بقرہ میں آدم کا لفظ بہت جگہ آیا ہے (۲:۳۱-۳۷) تاہم مفسرین نے اِس سے مراد انسان لیا ہے (انگریزی ترجمہ قرآن عبداللہ یوسف علی ص۲۴، انگریزی ترجمہ قرآن محمد علی ص۲۳ حاشیہ ۴۴۹) جسے روئے زمین پر خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے:

''اور وہی ہے جس نے تم کو زمین کا حاکم بنایا۔'' (۶:۱۶۵)

''اور خدا نے زمین پر ہر شئے کو انسان کے ماتحت کیا۔'' (۴۵:۱۲-۱۳)

قرآن کریم کی ذیل کی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں اصطلاحاً آدم سے مراد انسان ہے۔

''اور یقیناً ہم نے تم کو پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو۔'' (۷:۱۱)

''اور ہم نے انسان کو سوکھی ہوئی مٹی سے سیاہ کیچڑ سے جو متغیر ہو چکا ہو پیدا کیا....اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں انسان کو سوکھی ہوئی سیاہ کیچڑ سے جو متغیر ہو چکا ہو پیدا کرنے والا ہوں۔ سو جب میں اسے تکمیل کو پہنچاؤں اور اپنی روح اس میں پھونکوں تو تم اس کے لئے فرمانبرداری کرتے ہوئے گر پڑنا۔'' (۱۵:۲۶-۲۹)

''جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں سو جب میں اس کی تکمیل کر دوں اپنی روح اس میں پھونکوں تو اس کے لئے فرمانبرداری کرتے ہوئے گر جاؤ۔'' (۳۸:۷۱-۷۲)

یہ کہنا ملحوظ خاطر رہے کہ انسان زمین پر خدا کا خلیفہ ہوتے ہوئے خدا کے سامنے جھکتا رہے اور یہ امر قدرتی ہے۔ مگر قرآن کریم کے مطابق ابلیس نے جو ہمارے اندر برائی کے میلان کا موجب ہے ایسی فرمانبرداری اختیار نہ کی۔ اس اعتبار سے ابلیس درحقیقت ہمارے اندر ناامیدی، سرکشی، دشمنی، ہٹ دھرمی اور ضد کا اصل محرک ہے۔ دوسرے لفظوں میں برائی، غلط کاری اور گناہ کے رویوں کو ترغیب دیتا ہے اور اس طرح ہمارے سفلی جذبات کو اکساتا ہے اور ہم غلطیاں کرتے اور گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اِن آیات میں خدا کی روح کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ ہر بشر میں پھونکی جاتی ہے (۳۸:۷۱،۷۲)۔ جس کی وجہ سے وہ اچھائی اور بُرائی میں تمیز کر سکتا ہے اور اسی کے ذریعہ ہمیں علم کی روشنی اور عقل و شعور حاصل ہوتا ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات کے بلند درجہ پر پہنچاتا ہے۔

جن آیات کا ابھی ذکر ہوا ہے اُن میں پیدائشِ انسان اور ابلیس کے انکارِ اتباع کا تذکرہ نمایاں ہے۔ اگر اِن آیات کا موازنہ سورت بقرہ ۲:۳۶۔۳۹ کی آیات سے کیا جائے تو یہ امر واضح ہوگا کہ آدم اور انسان باہم تبدیل ہونے والی تراکیب ہیں۔

(۱۸:۵۰- ۲۰:۱۱۶-۱۲۶اور ۶۱:۱۶-۶۵) آدم انسان کی علامت ہے (عبداللہ یوسف علی: انگریزی ترجمہ قرآن، حاشیہ ۱۹۶۸) ۔ ابنِ جریر کا کہنا ہے کہ آدم کی مثل سے مراد انسان کی مثل ہوتا ہے۔ (تفسیر ابنِ جریر جلد ۳ ص ۱۸۹)

پس جب سورت آلِ عمران کی آیت ۵۸ میں خدا فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی مشابہت آدم کے ساتھ ہے تو اِس سے مراد انسانی مشابہت ہے جو خاک (تراب) سے پیدا ہوا۔ قرآنی ارشاد کی روشنی میں حضرت عیسیٰؑ بنی نوع انسان کے مانند تھے۔ اور چونکہ یہ آیت ولادتِ حضرت عیسیٰؑ کے موضوع کے بعد آتی ہے اُس سے صاف ظاہر ہے اور جیسا کہ حضور نبی اکرمؐ کا ارشاد بھی ہے کہ ”حضرت عیسیٰ کوؑ ایک عورت نے حمل میں لیا جیسا کہ عورت حاملہ ہوتی ہے۔“ اور جس کا وسیلہ مردانہ اشتراک عمل ہوتا ہے۔

اس آیت مذکورہ میں تخلیق کو تراب سے نسبت دی گئی ہے۔ جو خاک کا اصل نام ہے۔ یہ اصطلاح خاک کی ہر صورت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اور خاک کی یہ صورت اس اصطلاح کی مضمرات میں شامل ہے۔ خاک کی مادی شکل کے لئے کیچڑ، گیلی مٹی، طین لازب یعنی مضبوط مٹی اور صلصال کالفخار (ٹھیکری جیسی سوکھی ہوئی مٹی ۵۵:۱۴) کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تمثیلی رنگ میں اس کے ذریعہ ان روحانی مراحل کا ذکر بھی آجاتا ہے جب الٰہی نور روح انسانی کو میسر ہو جاتا ہے۔ تراب جہاں مٹی اور گارے کی ابتدائی حالت کی نشاندہی کرتی ہے اس سے مراد انسان کی فروتنی، انکساری اور انسانیت کی نشوونما بھی ہے۔ ابتدائی مرحلہ میں انسانی جرثومہ جو انسان میں مٹی سے نمو پاتا ہے، اسی سے تخلیق انسانی کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ قرآن کریم اس طرح اس اصطلاح کو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں استعمال کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کے مانند انسان تھے اور کسی طرح الوہی نہیں تھے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲:۴۶۹- روح المعانی جلد ۱:۵۸۵)

تاہم ایک دوسرا مسئلہ قابلِ غور ہے وہ کن فیکون ہے۔ یہ ترکیب دو منزلوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ کن امر ہے اور حکم ہے۔ جو قبل ازیں مقدر ہو چکا ہے۔ یکون تخلیق

اور اس کی تکمیل ہے۔ کن میں حکم ربی کسی شئے کو 'ہو جا' کے تابع کرتا ہے اور یکون میں وہ شئے اُس کی تائید میں ہو جاتی ہے۔ کن امر کا مرحلہ ہے اس کا وقت کے ساتھ رشتہ نہیں ہے۔ دوسرا مرحلہ تعمیل کا فوری طور پر شروع ہو جاتا ہے (۵۴:۵۰)۔ ارادے اور تعمیل کا یہ تسلسل فوری ہوتا ہے۔ اور اس تسلسل پر خلق کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے (۵۴:۷)۔ یکون میں جرثومہ لوتھڑا، گوشت، ہڈیوں کے مناسب مراحل سے گزر کر کن کی ہدایت کو تکمیل پذیر کرتا ہے اور انسان کی تشکیل ہوتی ہے(۲۳:۱۲-۱۴)۔ کن کے ساتھ تخلیق کا عمل ابتدا کرتا ہے جو فیکون میں آشکار ہوتا ہے۔ قرآن کریم آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی چھ منزلوں کا ذکر کرتا ہے۔ (۵۴:۷) لیکن یہ ظاہر نہیں کہ سب کچھ فوری طور پر رونما ہوتا ہے۔ اور اگر 'یوم' کے لفظ کو ایک دن شمار کیا جائے اس سے تخلیق کا عمل فوری طور پر شروع ہونا مراد نہیں لیا جا سکتا۔ اس کی تکمیل مقررہ وقت میں ہوتی ہے جو خدا نے مقرر کی ہے (محمد علی: انگریزی ترجمہ قرآن کریم ۲:۱۱۷ حاشیہ ۱۶۳)۔ پانی، زمین، نباتات، کیڑے مکوڑے، سمندر اور زمینی جانور اور آخرکار انسان سب کو تخلیق کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جس طرح جاندار گزرتے ہیں (۲۱:۳۰- تراب ۱۸:۳۷- طین ۲:۶- صلصال: ۱۵:۲۶، ۲۸- ۲:۱۶۴؛ ۳۱:۱۰)۔ قرآن کریم میں ارتقا کی آخری منزل بھی حیوانی مراحل سے گزرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اور انسان اس میں آشکار ہوتا ہے:

''اور زمین میں کوئی جاندار نہیں ...... مگر وہ بھی تمہاری طرح جماعتیں ہیں۔''

(۶:۳۸)

قرآن کریم انسان کے طبعی ارتقا میں بھی چھ مراحل کا ذکر کرتا ہے۔ خاک، انسانی جرثومہ، لوتھڑا، گوشت، ہڈیاں اور روح الٰہی جو پھونکا گیا اور جو انسان کو مکمل کرتا ہے۔ (۲۲:۵؛ ۳۵:۱۱-۱۲)

کن کے حکم کے بعد تخلیق کا عمل شروع ہوتا ہے مگر تخلیق کے مقامات کا مقررہ وقت میں مکمل ہونا ضروری ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے سلسلے میں امر کا مرحلہ یہ تھا کہ حضرت مریم حضرت عیسیٰؑ کو جنم دیں۔ تخلیق کا عمل فوری طور پر شروع ہوا، اُن کی شادی ہوئی اور حاملہ ہوگئیں۔ اور مقررہ وقت کے دوران وہ مختلف جگہوں کو گئیں اور بالآخر حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ اُن کے حالات میں کن فیکون سے مراد یہ نہیں تھا کہ کن کے فوراً بعد فیکون کا ظہور ہوگیا اور حضرت عیسیٰؑ پیدا ہو گئے۔ اسی لئے قرآن کریم میں دوسری کفالت یعنی شادی، ایام حمل کے مختلف مراحل کے اور پھر ان کے درمیان فرشتوں اور مریم کی گفتگو بھی ہوئی اور پھر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کا بیان ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ کن کے بعد فیکون کا تسلسل زمانی اور مکانی ترتیب منازل کے مطابق واقع ہوا تھا جس کی ابتدا شوہر کے انتخاب اور مریم کی شادی سے ہوئی۔ (۳:۴۳)

خدا حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرسکتا تھا بلکہ ماں اور باپ دونوں کے بغیر بھی پیدا کرسکتا تھا مگر قرآن پاک کے مطابق اُس نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰؑ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوئے اور وہ حضرت مریم اور یوسف نجار کے بیٹے تھے۔